AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سیرتِ نبوی ﷺ: تعارف، ضرورت، اہمیت اور جہات – ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

The Seerah of the Prophet ﷺ: Introduction, Necessity, Significance, and Dimensions – A Research-Based and Analytical Study

1. ***Hafiz Abdul Rahman Mohsin***
   Ph.D. Scholar at Islamic Department, University of Engineering & Technology Lahore.
   ahsinmohsin10@gmail.com
2. ***Dr. Attiq ur Rahman***
   Associate Professor Islamic Department, University of Engineering & Technology Lahore. *dratiquet@gmail.com*

Abstract

The Seerah of Prophet Muhammad ﷺ holds a central place in Islamic studies as it serves as the most authentic and comprehensive model for humanity. The Quran and Sunnah are the two fundamental sources of Islamic knowledge, with the Quran providing the foundational principles and the Sunnah offering detailed explanations. The life of the Prophet ﷺ is a complete guide for mankind, encompassing all aspects of human existence. This study aims to explore the introduction, necessity, significance, and various dimensions of the Seerah of the Prophet ﷺ. The research highlights that Seerah writing has been a sacred and well-documented discipline in Islamic history. Unlike other religious traditions, Islam uniquely preserves the meticulous details of the Prophet's ﷺ life from birth to passing. The study further examines the role of Seerah in guiding personal, social, political, and spiritual aspects of life. The continuous scholarly contributions through books, research articles, conferences, and seminars reflect the unwavering significance of Seerah studies in the contemporary era. By analyzing classical and modern sources, this study underscores the necessity of understanding and implementing the Seerah to address contemporary challenges. The findings emphasize that the Prophet's ﷺ teachings remain relevant for moral, ethical, and socio-political development, making Seerah studies a crucial area for ongoing research and implementation.

Keywords:
Seerah of Prophet ﷺ, Islamic Studies, Sunnah, Prophetic Biography, Contemporary Relevance

اسلام کے اعتقادی اور علمی احکام کا پہلا بنیادی مصدر قرآن مجید اور دوسرا سنت رسول ﷺ ہے۔ قرآن مجید اجمال جبکہ سنت رسول ﷺ اس کی تفصیل اور توضیح ہے گویا یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں اگر قرآن کریم اسلامی علوم میں دل کی جگہ رکھتا ہے تو سنت رسول ﷺ شہ رگ کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اس روئے زمین پر انسان کے رشد و ہدایت کے لیے اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام میں سے جناب رسول اللہ ﷺ ہی وہ واحد کامل و اکمل ہستی ہیں جن کی سیرت اپنے اندر تمام انسانیت کی مکمل راہنمائی کا پورا سامان رکھتی ہے نیز یہ کہ جناب رسول کریم ﷺ کی شخصیت ہی وہ واحد شخصیت ہے جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيْرًا [1]

بلاشبہ یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو

[1] ۔ سورۃ احزاب:۲۱

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ [2]

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

سیرت نگاری ادبیات کا انتہائی معتبر اور متبرک حصہ ہے۔ دنیا کے مختلف مذاہب اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سیرت و سوانح کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس قدر تحقیقی اور تصنیفی کام سیرت النبی ﷺ پر ہوا اور ولادت سے لے کر رحلت تک کی جزئیات کو جس طرح منظبط کیا گیا ہے کسی دوسرے مذہب کے حصے میں یہ فضیلت نہیں آئی یعنی یہ اعزاز صرف ملت اسلامیہ کو حاصل ہے کہ ان کے پاس ان کے نبی پاک ﷺ کی حیات طیبہ کا منظم مواد موجود ہے جبکہ دیگر کسی مذہب کے پاس ان کے انبیاء اور رسل کی پاکیزہ سیرتوں کا کوئی محقق ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ مزید یہ کہ سیرت نگاری کا یہ سلسلہ آج تک تصنیف و تحریر، مقالہ جات، کانفرنسز اور سیمینارز کے ذریعے جاری و ساری ہے۔ یہ مضمون بھی "سیرت رسول ﷺ کا تعارف اور اس کی جہتیں" کے عنوان سے معنون ہے جس میں سیرت رسول ﷺ کے تعارف ،ضرورت و اہمیت اور اس کی مختلف جہتوں کے حوالے سے کچھ معروضات پیش خدمت کی جائیں گی۔

سیرت کا تعارف:

عربی زبان میں سیرۃ کا لفظ جس مادے اور فعل سے بنا ہے اس کے لفظی معنی چلنا پھرنا، راستہ لینا، رویہ یا طریقہ اختیار کرنا، روانہ ہونا، عمل پیرا ہونا وغیرہ کے ہیں۔ اس طرح سیرت کے معنی حالت، رویہ، طریقہ، چال، کردار، خصلت اور عادت کے ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"والسیرجمع سیرۃ واطلق ذالک علی ابواب الجہاد لانہا متعلقاۃ من احوال النبی فی غزواتہ۔"[3]

سیر لفظ سیرۃ کی جمع ہے اور اس کا اطلاق جہاد کے ابواب پر بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ نبی ﷺ کے ان حالات سے ماخوذ ہیں جو غزوات میں پیش آئے۔

"السیر جمع السیرۃ وھی الطریقۃ فی الامور و فی الشرع تختص یسیر النبی فی مغازیۃ۔" [4]

سیر سیرۃ کی جمع ہے جس کا معنی ہے طور طریقہ اور شرعی اعتبار سے نبی کریم ﷺ کے ان حالات کے ساتھ خاص ہے جو غزوات میں پیش آئے۔

ابن منظور[5] کے ہاں سیرۃ حسن السیرۃ یعنی اچھے چال چلن کو کہتے ہیں۔ زبیدی[6] کے مطابق سیرۃ طریقہ اور برتاؤ کے معنی میں ہے کہا جاتا ہے: سارا الوالی فی رعیتہ سیرۃ حسنۃ۔ یعنی حاکم نے رعایہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ نسیم اللغات[7] میں ہے کہ یہ لفظ ذاتی جواہر کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ فیروز اللغات[8] کے مطابق لفظ سیرۃ تاریخ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

سیرۃ کا لفظ سوانح حیات کے ہم معنی بھی مستعمل ہے۔ مثلاً کتابوں کے نام سیرت عائشہ یا سیرت المتاخرین وغیرہ۔

---

[2] ۔ سورۃ سبا:۲۸

[3] ۔ فتح الباری لابن حجر ج ۴، ص ۳، طبع سلفیہ قاھرۃ

[4] ۔ ایضاً جلد ۶، ص ۳

[5] ۔ لسان العرب، ۴/ ۳۸۹، احیاء التراث العربی بیروت لبنان ۱۹۸۸م۔

[6] ۔ تاج العروس ۳/ ۲۸۷، وزارۃ الارشاد والاشابہ کویت ۱۹۶۵م۔

[7] ۔ جدید نسیم اللغات اردو ص ۶۰۰، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

[8] ۔ فیروز اللغات ص ۷۸۵، فیروز سنز لمیٹڈ کراچی۔

قرآن پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: سَنُعِيْدُہَا سِيْرَتَہَا الْأُوْلٰى [9] (یعنی ہم اس کو اس کی پہلی حالت وہئیت میں لٹادیں گے۔)

ایک اور جگہ ارشاد ہے: فَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ [10] (پس تم زمین میں چلو پھر و اور دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہے۔) یہاں یہ لفظ مشی یمشی یعنی چلنے پھرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

القاموس المحیط میں علامہ مجد دین فیروز آبادی لکھتے ہیں "السیرۃ بالکسر: السنۃ و الطریقۃ والہیئۃ والمسیرۃ لسیرۃ" سین کے زیر کے ساتھ سنت طریقہ ہیت اور مسافت کے معنوں میں مستعمل ہے۔[11]

مصباح الغات میں لفظ سیرت کے جو معانی بیان کیے گئے وہ اوپر بیان کردہ تمام تعریفوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں:[12]

۱۔ جانا روانہ ہونا چلنا ۲۔ روش طریقہ ۳۔ شکل وصورت ۴۔ ہیئت ۵۔ حالت ۶۔ کردار ۷۔ سنت

۸۔ طرز زندگی کام کاج کرنے کا چلن زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ ۹۔ عادت ۱۰۔ کہانی پرانے لوگوں کے قصے اور واقعات کا بیان وغیرہ

سیرت کی اصطلاحی تعریف:

قران مجید میں لفظ اسوۃ سیرت کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اور اسوۃ کے معنی نمونہ ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" [13]

اور حدیث میں لفظ سیرت کا مترادف لفظ سنت استعمال ہوا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من رغب عن سنتی فلیس منا۔"[14]

محدثین اور فقہاء کے نزدیک لفظ سیرت مغازی اور جہاد کے معنوں میں استعمال ہوتا رہا ہے چنانچہ امام مسلم کی الجامع الصحیح میں کتاب السیر والجہاد اور اسی طرح امام بخاری کی الجامع الصحیح میں کتاب المغازی والسیر کے عنوانات موجود ہیں فقہ میں بھی یہ لفظ انہیں معنوں میں استعمال ہوتا رہا ہے بلکہ تمام بڑی کتب فقہ میں کتاب الجہاد والسیر کے عنوانات ملیں گے اسی طرح مستقل کتابیں بھی لکھی گئیں مثال کے طور پر ابن اسحاق اور واقدی کی کتابیں جن کو کتب سیر کے ساتھ کتب مغازی بھی انہی معنوں میں کہا جاتا ہے۔

مولانا ادریس کاندھلوی فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل سیرت تو سارا ذخیرہ احادیث ہے لیکن متقدمین کی اصطلاح میں فقط غزوات و سرایا کے حالات وواقعات کے مجموعہ کو سیرت کہا جاتا ہے۔[15]

آغاز میں سیرۃ اور السیر کا لفظ خاص طور پر غزوات نبوی کے لیے مستعمل رہا اس لیے سیرت کے معنی میں خصوصیت سے نبی کریم ﷺ کے مغازی کا بیان ہوا اور پھر آہستہ آہستہ آپ کی زندگی کے باقی حالات بھی شامل ہو گئے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں حکمرانوں کا بنیادی کارنامہ ان کی فتوحات ہوا کرتی تھی لہذا کسی بھی حکمران کی بڑائی کا معیار یہی مقرر تھا اور شائد اسی وجہ سے ابتدا میں آپ ﷺ کی سیرۃ میں آپ ﷺ کے مغازی کی ہی تدوین ہوئی۔ اور دوسری بات یہ کہ لفظ سیرۃ کو جب لغوی طور پر دیکھا جاتا ہے تو اس کا بنیادی لغوی معنی سار یسیر سے چلنا

---

9 ۔ سورۃ طٰہٰ: ۲۱

10 ۔ سورۃ النحل: ۳۶

11 ۔ القاموس المحیط ۵۴/۲، دار المعرفہ بیروت

12 ۔ مصباح اللغات ص ۴۱۰۔۴۱۱

13 ۔ سورۃ احزاب: ۲۱

14 ۔ صحیح بخاری: ۵۰۶۳

15 ۔ سیرۃ المصطفی ۱/۳، مکتبہ عثمانیہ بیت الحمد جامعہ اشرفیہ لاہور۔

پھرنا ہے اور عمومی طور پر زیادہ سفر اور پوری تیاری کے ساتھ سفر بھی جنگوں کے لیے ہی کیا جاتا ہے شائد اس وجہ سے بھی ابتدا میں فتوحات اور جنگوں کو ہی اصل سیرت سمجھا جاتا رہا ہے۔لہذا ابتدائی کتابوں میں آپ کے غزوات کا تذکرہ زیادہ اور حیات طیبہ کا ذکر کم ہوتا تھا اور پھر بعد میں حیات طیبہ کا حصہ کثرت سے شامل ہو گیا۔

پروفیسر غلام رسول چیمہ کے مطابق: ایک طویل تاریخی عمل کے بعد لفظ سیرت ایک اصطلاح بن گیا ہے اب جس جگہ بھی لفظ سیرت استعمال ہو گا اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال و اعمال ہیں لہذا سیرت رسول اللہ ﷺ کے اقوال و اعمال اور دیگر احوال کے مجموعے کا نام ہے۔(16)

اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے مطابق سیرت کا اطلاق آنحضرت ﷺ کے واقعات زندگی پر ہوتا رہا ہے اور اب بھی اس کا خصوصی مفہوم یہی ہے۔(17)

درج بالا تمام تعریفوں سے زیادہ جامع تعریف شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے کی بلکہ ان کی تعریف اوپر بیان کردہ تمام تعریفوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو کچھ ہمارے پیغمبر ﷺ اور حضرات صحابہ کرام کی عظمت اور ان کے وجود سے متعلق ہو جس میں آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کیے گئے ہوں وہ سیرت ہے۔(18)

سیرت رسول ﷺ کی ضرورت و اہمیت:

نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس تمام اوصاف حمیدہ کا مجموعہ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت اعلی ترین معلم انسانیت، اولوا العزم مبلغ و داعی، بے مثال مربی و مزکی، عظیم سپہ سالار، بے مثال قانون ساز، صادق و امین تاجر، قابل تقلید سربراہ خاندان، اعلی اخلاق کے مالک اور رحمت اللعالمین جیسی صفات کا مجموعہ ہے رسول کریم ﷺ کی اس قدر اعلی و ارفع سیرت کے مطالعہ کی اہمیت و ضرورت جاننے کے لیے پہلے آپ کی سیرت کے خصوصیات اور کمالات کا علم ہونا ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کے ان کمالات کے تذکرے کے بعد مطالعہ سیرت نبوی کی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔رسول رحمت ﷺ کی ذات گرامی جب تمام اوصاف حمیدہ کا مجموعہ ہے تو آپ ﷺ کی سیرت میں تمام کمالات ہی اپنے عروج پر ہیں مگر جب دیگر مذاہب کے بانیان و پیشواؤں کی سوانح حیات کے ساتھ تقابل کیا جائے تو نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ میں سات ایسے اوصاف اور کمالات ہیں جو کہ کسی اور راہبر و راہنما کی سوانح حیات اور سیرت میں نہیں پائے جاتے جو کہ درج ذیل ہیں:(19)

1. سیرت صداقت پر مبنی:

سیرت رسول ﷺ کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی مکمل سیرت طیبہ سچائی اور صداقت پر مبنی ہے۔ دیگر شارعین ادیان اور بانیان مذاہب کی سوانح عمری اور سیرتوں کے معیار کو پرکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی زندگی کے واقعات اس کسوٹی پر پورے نہیں اترتے۔

حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت کے بارے میں درست معلومات مہیا نہیں ہیں بلکہ ان میں تحریف و ترمیم ہو چکی ہے عرصہ دراز کے بعد انہیں لکھا گیا اور لکھنے والے بھی نامعلوم ہیں اسی طرح حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت ہے کہ خود مسیحی کلیسا اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ

---

16 ۔ سیرت سید البشر، ص ۱۳، علم و عرفان پبلشرز لاہور ۲۰۰۴۔

17 ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۴ / ۱۴۷بحوالہ اسوہ کامل، ڈاکٹر عبد الرؤوف ظفر، ص ۴۴

18 ۔ شاہ عبد العزیز دھلوی، عجالہ نافعہ، مترجم ڈاکٹر عبد الحلیم چشتی نور محمد کارخانہ ۱۹۶۴۔

19 ۔ ڈاکٹر عبد الرؤوف ظفر، اسوہ کامل، ص ۹۶ تا ۱۰۳، نشریات اردو بازار لاہور، ۲۰۱۱

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سرکاری طور پر جس مجموعے کو انجیل کہا گیا وہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے صدیوں بعد آخری دور میں ترتیب دیا گیا چنانچہ اناجیل کی اپنی صحت ہی مشکوک ہے۔

جب الہامی مذاہب کے شارعین کی سیرت کی یہ حالت ہو تو غیر الہامی مذاہب کے کیا کہنے کہ بدھ اور کنفیوشس کے حالات میں کاہنوں کی من گھڑت کہانیاں ملتی ہیں صحیح ترین سیرت مدلل علمی اور تحقیقی اور پھر سب سے بڑھ کر تواتر کی حد تک درست اور صداقت کے معیار پر مبنی صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی ہی ہے اور اس دعوی میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ نے "محمد اور ظہور اسلام" کے نام سے نبی اکرم ﷺ کے حالات پر ایک کتاب لکھی تو اس کی ابتدا ان الفاظ سے کی:[20]

The biographers of Profit Mohammad form a long series which is impossible to end but in which it would be honorable to find a place.

2. قول و عمل کا حسین مرقع:

سیرت نبوی ﷺ کے امتیازی اوصاف میں سے دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اپنی ساری تعلیم پر آنحضرت ﷺ نے خود عمل کر کے دکھایا چنانچہ آپ ﷺ کی زندگی قول و فعل اور تعلیم و عمل کا حسین مرقع ہے یعنی آپ ﷺ نے جس تعلیم کو پیش کیا آپ کی ذاتی زندگی اس کی ترجمان اور ذاتی عمل اس کے مطابق ہے وگرنہ دیگر بہت سارے مذاہب میں عمدہ سے عمدہ نظریہ تو موجود ہے مگر جو کام نہیں ہو سکا یا کم از کم تحریری طور پر موجود نہیں ہے وہ اس نظریے اور فلسفے کے مطابق عمل ہے۔ حتی کہ سابقہ سماوی ادیان میں بھی انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی تمام تعلیمات سے متعلقہ ان کی زندگی کے واقعات موجود نہیں ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہو کہ ان کا اپنی امت کے لیے اپنی تمام تعلیمات میں قابل تقلید نمونہ کیسا تھا۔ یہ صرف سیرت رسول ﷺ کی ہی خصوصیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام فرامین چاہے ان کا تعلق عبادات، معاملات، اخلاقیات، سیاسیات، معیشت یا معاشرت میں سے کسی سے ہو سب کا نمونہ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ میں موجود ہے۔

3. تمام زندگی کے واقعات محفوظ:

سیرت نبوی ﷺ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کے ہر گوشے کے تمام واقعات پورے تسلسل کے ساتھ معلوم ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا کوئی واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو پردہ راز میں ہو یا ناواقفیت کے پردے میں ہو۔ آپ ﷺ کے والد عبد اللہ اور والدہ آمنہ کی شادی سے لے کر آپ ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات تک سب حالات و واقعات معلوم بھی ہیں اور معروف بھی ہیں۔ گویا کہ آپ ﷺ کی سیرت کی راتیں بھی دن کی طرح روشن ہیں کسی پر تھوڑا سا بھی گمنامی کا پردہ نہیں پڑا جبکہ اس کے مقابلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے بچپن جوانی اور نبوت سے قبل کی زندگی کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے اور نبوت کے بعد کے بھی جتنے حالات زندگی ان کے معلوم ہیں ان سے آپ کی شخصیت کی مکمل تصویر سامنے نہیں آتی اسی طرح حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے واقعات بھی ہم سے او جھل ہیں۔ بلکہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانکا میں ہے کہ صرف 50 دنوں کے برابر زندگی کے حالات معلوم ہیں۔ لیکن جب محمد رسول اللہ ﷺ نے قریش مکہ کو دعوت حق دی تو فرمایا:

فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون [21] (میں نے تمہارے درمیان اس سے پہلے عمر کا ایک حصہ گزارا کیا تم عقل نہیں رکھتے۔)

---

[20] ۔ ایضا، ص 97

[21] ۔ سورۃ یونس:١٦

لہذا آپ ﷺ کی حیات طیبہ ایک کھلی اور روشن کتاب ہے۔ مغربی مفکر فلپ ہٹی نے سیرت طیبہ کی خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں کیا کہ :حضرت محمد ﷺ تاریخ کی کامل روشنی میں پیدا ہوئے[22]

4. کاملیت:

رسول کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کی چوتھی خصوصیت اور کمال یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ زندگی کے ہر شعبے ہر حصے اور ہر پہلو کے بارے میں مکمل راہنمائی عطا فرماتی ہے اس میں انفرادی، اجتماعی، گھریلو اور معاشرتی زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔اس طرح ہمیں ہر گوشہ زندگی کے بارے میں واضح، صاف، افراط و تفریط سے پاک، معقول اور بہترین راستہ ملتا ہے جب کہ دیگر شارعین ادیان اور بانیان مذاہب کی سیرتوں میں یہ خوبی نظر نہیں آتی جیسا کہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی ایک قومی لیڈر کی زندگی تو ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو غلامی کے طوق سے نجات دلائی جبکہ بقیہ امور زندگی کے متعلق کوئی راہنمائی آپ کی سیرت میں میسر نہیں ہے ایسے ہی حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت میں ایک عابد زاہد اور داعی کا رنگ تو موجود ہے مگر دیگر امور زندگی سے بالکل بے نیاز ہے رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ ہی انسانی زندگی کے تمام گوشوں اور شعبوں پر محیط ہے کہ قرآن مجید نے اس پر گواہی دی: وانک لعلی خلق عظیم[23]

5. دائمی نمونہ:

رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ ساری انسانیت کے لیے تا قیامت اسوہ حسنہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ ساری انسانیت کے لیے تا قیامت مشعل راہ ہے کیونکہ آپ کی زندگی انتہائی روشن واضح اور مکمل ہے جس میں ماہ و سال کی پوری کڑیاں ملتی جاتی ہیں کہیں بھی عدم واقفیت یا پردہ جہالت نہیں اور پھر آپ ﷺ تمام طبقات انسانی کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر بھی آنے والا نہیں ہے۔ جبکہ ہم سابقہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی تعلیمات کو دیکھتے ہیں تو وہاں ان کے صحیفوں اور کتابوں میں آخری نبی کے آنے کی بشارتیں ملتی ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی نہ صرف ختم نبوت پر دلیل ہیں بلکہ اس بات پر بھی دلیل ہیں کہ آپ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کا نمونہ زندگی تا قیامت دائمی ہے نیز آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب قرآن کریم، آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ اور اسوہ حسنہ کی موجودگی میں باقی تمام صحائف اور قوانین منسوخ ہو چکے ہیں اور آپ ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر تا قیامت ہر حق کے متلاشی کو ہدایت اور رہنمائی اسی اسوہ نبوی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

6. عالمگیریت:

رسول کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کی چھٹی خصوصیت اور کمال یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت پاک میں بنی نوع انسان کے ہر طبقے اور ہر گروہ کے لیے ذاتی اور اجتماعی طور پر واضح ہدایات موجود ہیں جس میں نہ تو رنگ و نسل کی کوئی قید ہے اور نہ ہی علاقہ اور زبان کی نہ زمان و مکان کی۔ جب کہ ہم دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سیرتوں کو دیکھتے ہیں تو یہ واضح ہو تا ہے کہ ان کی تعلیمات کسی خاص قبیلے یا علاقے کے لیے تھی اور پھر صرف اسی دور کے لیے تھی جس میں وہ نبی بن کر آئے لیکن رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ آنے والے تمام ادوار اور تمام انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا[24] (کہہ دے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

---

[22] ۔ اسوہ کامل، ص۹۸

[23] ۔ سورۃ القلم:۴

[24] ۔ سورۃ الاعراف:۱۵۸

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"وكان النبي يبعث الى قومه وبعثت الى الناس عامة" [25]

(کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں)

7. مقصد اور نصب العین واضح:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ سیرت مبارکہ کے قاری کو آپ کی زندگی کا مقصد اور نصب العین بڑا واضح نظر آتا ہے یعنی آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں وہ تمام قواعد اور اصول پائے جاتے ہیں جن سے قوموں کی فلاح اور ترقی وابستہ ہے۔ اور ان قواعد اور اصولوں میں کسی قسم کا کہیں بھی کوئی تضاد اور جھول نہیں ہے بلکہ ایک لڑی کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ اس کی تمام کی تمام کڑیاں جڑی ہوئی ہیں جبکہ ہم سابقہ شارعین ادیان اور بانیان مذہب کی جب سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی کتابوں میں تحریف و ترمیم کی وجہ سے اس قدر تبدیلی آچکی ہے کہ بہت سارے مقامات پر ان کے قول و عمل میں تضاد نظر آتا ہے یا ان کی سوانح حیات اور سیرت کے واقعات اور معاملات میں باہم تضاد نظر آتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ اس قدر واضح ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لیلها کنهارها۔[26]

ایک طرف انسان کی یہ سرشت اور فطرت ہے کہ وہ ہر وقت خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتا ہے اور اپنا ہر کام سرانجام دیتے وقت وہ چاہتا ہے کہ میرے سامنے کوئی ایسا ماڈل ہو کہ جسے دیکھ کر میں اپنے کام کو بہترین انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچا سکوں اور یقیناً ہر حساس دل اس کے بارے میں غور و فکر کرتا ہے تو دوسری طرف تاریخ ایسے لاتعداد بادشاہوں دانشوروں اور ممتاز رہنماؤں کا ریکارڈ پیش کرتی ہے کہ جن کی زندگیوں میں ہمارے لیے بہترین قابل عمل مثالیں موجود ہوں لیکن ان سب میں ایک ایسے رہبر و راہنما ہیں کہ جن کی زندگی تمام اوصاف حمیدہ کا مجموعہ ہے۔ ان کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں۔ بلکہ زندگی کے ایک ایک پہلو کو احاطہ کرنے والی صفات ہوں۔ مزید یہ کہ بنی نوع انسان کے ہر طبقے اور ہر گروہ کے لیے ذاتی اور اجتماعی طور پر ان کی سیرت میں واضح ہدایات موجود ہوں۔ ان کی حیات طیبہ ساری انسانیت کے لیے تا قیامت مشعل راہ ہو۔ ان کی زندگی کے ایک ایک گوشے کے تمام واقعات پورے تسلسل کے ساتھ معلوم اور محفوظ ہوں اور اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی زندگی کے ان کی تمام زندگی کے ایک ایک گوشے کے تمام واقعات سچائی اور صداقت پر مبنی ہوں کہ کوئی بھی اس ماڈل کو اپنانے والا اپنی زندگی کے کسی حصے میں اور کسی پہلو میں کوئی تشنگی محسوس نہ کرتا ہو تو بلاشبہ پھر سیرت نبوی ﷺ کے مطالعہ کی اہمیت و ضرورت اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے۔

ایک مسلمان کے لیے مطالعہ سیرت النبی کیوں ضروری ہے اس کا جواب انتہائی سادہ ہے کہ وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے رہبر و راہنما ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی نہ کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ [27]

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور اس رسول ﷺ کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل مت کرو)

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا [28]

---

25 ۔ صحیح بخاری: ۳۳۵

26 ۔ جامع ترمذی: ۲٦٧٦

27 ۔ سورۃ محمد: ۳۳

28 ۔ سورۃ النساء: ۸۰

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

(جو رسول ﷺ کی فرماں برداری کرے تو بے شک اس نے اللہ کی فرماں برداری کی اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تجھے ان پر کوئی نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔)

چنانچہ مسلمانوں کو آپ کی سیرت کا مطالعہ اس سوچ و فکر کے ساتھ کرنا چاہیے کہ آپ ایک انسان کامل کی حیثیت سے پوری دنیا کی راہنمائی کے لیے آئے اور جو حکم دوسروں کو دیا پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھایا اور کوئی بھی حکم ایسا نہیں دیا کہ جس پر عمل کرنے سے امت قاصر ہو۔ چنانچہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا [29] (اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ)

یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے طور پر نہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی کسی سے روکتے ہیں وہ تو محض اللہ تعالی کے پیغام کو پہنچاتے ہیں جیسا کہ سورہ نجم میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى [30] (اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔)

رہے وہ لوگ جو مسلمان نہیں ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کی تفصیلات سے آشنا نہیں ہیں ان کے لیے بھی چند حقائق انتہائی غور طلب ہیں:[31]

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات آئندہ آنے والی تمام نسلوں کے لیے قابل اعتماد انداز میں محفوظ کی گئی ہیں اور تحریر میں لائی گئی ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی کی جانب سے نازل ہونے والی وحی کو اپنی امت تک پہنچانے کے لیے خود اپنے کاتبوں کو لکھوایا اور جہاں تک ان کے تحفظ کا تعلق ہے تو یہ مسلمانوں نے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا کہ وہ اللہ تعالی کی جانب سے نازل ہونے والے کلام کو نہ صرف یاد کریں بلکہ تلاوت کے ذریعے تحریر کے ذریعے اور تحریر شدہ نسخوں کو محفوظ رکھنے کے ذریعے بعد والوں تک پہنچائیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کی طرف سے نبی اور رسول ہیں اور نبی اور رسول ہونے کے باوجود آپ ﷺ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے اس پر اپنی اجارہ داری کا اعلان نہیں فرمایا بلکہ آپ نے اس بات کا اقرار کیا کہ مجھ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر بھیجے گئے جن میں سے کچھ کے نام لے کر بھی آپ نے ان کا تذکرہ کیا اور ساتھ اعلان فرمایا کہ میں تو ان کی تعلیمات کی حقانیت و صداقت اور احیا کے لیے نیز بحالی کا کردار ادا کرنے آیا ہوں۔

۳۔ رسول رحمت ﷺ اپنی نبوت کے پہلے ہی روز سے تمام دنیا سے مخاطب ہوئے آپ کسی ایک قوم یا کسی زمانے تک محدود نہیں رہے بلکہ آپ ﷺ نے رنگ و نسل اور سماجی اور معاشرتی درجہ بندیوں کی غیر مساوی تقسیم کو رد کرتے ہوئے تمام انسانوں کو برابر قرار دیا اور ذاتی برتری کی بنیاد محض نیک اعمال اور تقوی کو قرار دیا۔

۴۔ انسانی معاشرے میں مکمل طور پر اچھے اور مکمل طور پر برے انسان کم ہی ہوتے ہیں اکثریت کا تعلق متوسط درجے سے ہوتا ہے یعنی ان کے اندر برائیاں بھی ہوتی ہیں اور اچھائیاں بھی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے محض اپنے مخاطبین کو فرشتے سمجھتے ہوئے اور نیکی کے اعلی درجے پر فائز سمجھتے ہوئے مخاطب نہیں کیا بلکہ آپ نے اپنی دعوت کا رخ عام لوگوں اور فانی انسانوں کی اکثریت کی جانب رکھا۔

---

[29] ۔ سورۃ الحشر: ۷

[30] ۔ سورۃ النجم: ۳۔۴

[31] ۔ حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر، پیغمبر اسلام، مترجم پروفیسر خالد پرویز، بیکن بکس لاہور

۵۔ رسول رحمت ﷺ کے علاوہ جتنے بھی سلاطین، فاتحین، مصلحین، بانیان مذاہب اور شارعین ادیان تشریف لائے وہ کسی خاص قوم قبیلے کے لیے تھے یا پھر وہ اپنے متعلقہ شعبے میں ہی مہارت اور قدر و قیمت رکھتے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اوصاف اور تمام پہلوؤں کے حوالے سے ایک جامع شخصیت ہیں۔

٦۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت مبارکہ اور آپ کی حیات طیبہ بے داغ ہے جس کے اندر کسی قسم کا کوئی شک وشبہ کیا جانا ممکن نہیں ہے۔ آپ ایک ایسے مذہب کے بانی ہیں کہ جس کا ہمیشہ شاندار اور جاندار وجود رہا ہے اور اس کا نقصان اس کے فوائد و ثمرات کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ اپنے ہی بتائے گئے اصول و ضوابط پر انتہائی استقامت کے ساتھ رحمت اللعالمین عمل پیرا رہے چنانچہ جو قوانین آپ نے اپنے پیروکاروں کے لیے لاگو کیے اپنے آپ کو کبھی بھی ان قوانین سے بالاتر نہیں سمجھا بلکہ جس قدر آپ کو اپنے پیروکاروں سے عمل کی توقع تھی اس سے بڑھ کر آپ نے خود عبادت و ریاضت کی زہد و تقوی ثابت کیا۔

جب آپ ﷺ کی تعلیمات زندگی کے ہر شعبے کا احاطہ کرتی ہیں اور آپ ﷺ کی سیرت میں یہ تمام خوبیاں موجود ہیں تو پھر کسی بھی فرد کو رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے اس سے پہلے کہ وہ اس کے بارے میں کوئی اور فیصلہ کرے۔

عصر حاضر کی کچھ مشکلات اور سیرت رسول ﷺ کی کرنوں کے کچھ نمونے:

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جب انسان ستاروں پر کمندیں ڈال چکا اور چاند پر اپنا قدم رکھ چکا اس کے باوجود وہ بہت سے مسائل میں گھرا ہوا ہے۔ معاشی اور معاشرتی مسائل میں بڑھتی ہوئی آبادی، جہالت، بے روزگاری، بیماری، معاشی بدحالی، طبقاتی کشمکش، نسلی امتیاز، خاندانی نظام میں شکست و ریخت کا عمل، منشیات کا استعمال، ناجائز ذرائع سے دولت کمانے کا جنون، مذہب سے دوری، معاشرتی بے راہ روی، لاقانونیت، الحاد و دہریت، اقتصادی بدحالی اور بین الاقوامی بدنظمی، بے حیائی اور مغرب کی اندھی تقلید قابل توجہ مسائل ہیں۔ دور جدید کے ان تمام مسائل کے حل کی صلاحیت اور ان تمام خرابیوں کی اصلاح صرف اور صرف رسول اکرم ﷺ کے فراہم کردہ اس دستور حیات میں ہی مکمل طور پر موجود ہے۔ ذیل میں بطور مثال کچھ جدید مسائل کو سیرت طیبہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے تاکہ عملی طور پر یہ ثابت ہو کہ ایسی تمام خرابیوں کا حل بھی اور زندگی کے ہر گوشے کے ہر پہلو کی مکمل راہنمائی بھی صرف سیرت سید الکونین ﷺ میں ہی موجود ہے۔

آبادی میں اضافہ:

دور حاضر کا سب سے اہم مسئلہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے اور جب ہم سیرت طیبہ کو اس مسئلے کے حل کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو ہمیں سبق ملتا ہے کہ اولاد کو اس ڈر سے قتل نہ کیا جائے کہ وہ رزق میں حصہ دار ہو جائیں گے بلکہ انہیں صحیح سمت لگانے کی منصوبہ بندی کی جائے تو آبادی میں اضافہ مسئلہ نہیں رہتا بلکہ یہ افرادی قوت کے طور پر ترقی کے لیے فائدہ مند ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا [32]

(اور خبردار اپنی اولاد کو فاقہ کے خوف سے قتل نہ کرنا کہ ہم انھیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں بیشک ان کا قتل کر دینا بہت بڑا گناہ ہے)

اور پھر اس مسئلے کے حل کو پیداوار میں اضافہ کی شکل میں تجویز کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ [33]

(اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمھیں زمین میں ٹھکانا دیا اور ہم نے تمھارے لیے اس میں زندگی کے سامان بنائے، بہت کم تم شکر کرتے ہو۔)

[32] ۔ سورۃ بنی اسرآئیل:٣١

[33] ۔ سورۃ الاعراف:١٠

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جب رب کی مخلوق کو صحیح سمت میں لگایا جائے اور منصوبہ بندی سے کام لیا جائے تو اللہ تعالی نے رزق مہیا کرنے کا ذمہ اپنے پر لیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے

اَہُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَہُمْ مَّعِیْشَتَہُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا [34]

(کیاوہ تیرے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں؟ہم نے خود ان کے درمیان ان کی معیشت دنیا کی زندگی میں تقسیم کی)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

ليس لابن آدم حق سوى هذه الخصال بيت يمكنه و ثوب يوارى به عورته و جلف الخبز والماء[35]

(ابن آدم کے لیے ان چیزوں کے علاوہ کوئی اور حق نہیں: ایک گھر جس میں رہائش پذیر ہو یا پھر کپڑا جس سے وہ اپنا ستر چھپائے گندم کی روٹی اور پانی)

درج بالا آیات اور احادیث نبویہ سے انسانی آبادی میں اضافے کا مسئلہ نہ صرف حل کر دیا گیا بلکہ اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا کہ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے تقدیر کے منتظر رہنے کی بجائے وسائل کو بروئے کار لانے اور ان کو عقل سے کام لے کر استعمال کی کرنے کی ضرورت ہے۔

ناخواندگی اور جہالت:

ناخواندگی اور جہالت بھی دور حاضر کا ایک اہم مسئلہ ہے اور بالخصوص عالم اسلام تو سائنس اور ٹیکنالوجی کی میدان میں اقوام عالم سے بہت پیچھے رہ گیا ہے لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ سیرت طیبہ کی روشنی میں ہم جہالت کی تاریکیوں کو علم کی روشنی میں بدلیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: طلب العلم فريضة على كل مسلم [36](حصول علم ہر مسلمان پر فرض ہے)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب علم کے انداز کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

قل رب زدني علما [37](کہہ دیجیے اے میرے رب مجھے زیادہ علم عطا فرما)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین میں اللہ کے ہاں اہل علم کو زیادہ عزت سے نوازا گیا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

کہہ دیجیے کیا علم والے اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں۔[38]

سیرت نبوی سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے تعلیم و تعلم کا اہتمام اگرچہ مکہ میں بھی کیا تھا لیکن مدینہ پہنچ کر تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیوں میں اضافہ کر دیا تھا عہد نبوی میں گھر گھر قرآن حکیم کی تعلیم کا رواج عام ہو گیا تھا گھریلو مکاتب جاری ہو گئے تھے صحابہ کرام اپنے بچوں اپنے پوتوں اور بیویوں تک کو قرآن کریم کی تعلیم دیتے تھے۔

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز فجر جب ادا فرما لیتے تو ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ جاتے اور ہم میں سے کوئی آپ سے قرآن کے بارے میں سوال کرتا کوئی فرائض کے بارے میں پوچھتا اور کوئی خواب کی تعبیر معلوم کرتا تھا۔[39]

---

34 ۔ سورۃ الزخرف:۳۲

35 ۔ سنن ترمذی:۲۳۴۱

36 ۔ سنن ابن ماجہ:۲۲۴

37 ۔ سورۃ طٰہٰ:۱۱۴

38 ۔ سورۃ الزمر:۹

39 ۔ الفاسی، محمد بن محمد، جمع الفوائد، ۱/۴۸، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

غزوہ بدر کے موقع پر جب قریش کے 70 افراد گرفتار ہوئے اور ان میں سے بہت سے قیدی ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے یہ شرط رکھی کہ اگر ان میں سے ہر قیدی مدینہ منورہ کے 10 مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادے گا تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔

غربت:

عصر حاضر کا ایک انتہائی اہم وسنگین مسئلہ غربت بھی ہے جس کا بنیادی سبب ترقی یافتہ ممالک کا تجارتی اور اقتصادی میدان میں اجارہ داری قائم کرنا ہے جس کی وجہ سے غریب اور پسماندہ ممالک اقتصادی طور پر کمزور ہو گئے ہیں۔ سیرت نبوی میں اس مسئلے کا حل بھی موجود ہے نبی کریم ﷺ نے جب ایک فلاحی ریاست کی بنیاد رکھی تو نہ صرف زکوۃ وصدقات کے نظام کے ذریعے سے غربت کا خاتمہ کیا بلکہ معاشی طور پر ایک دوسرے کی مدد کو رواداری اور اخوت کا نام دیا اور باقاعدہ طور پر نظام زکوۃ قائم کیا چنانچہ اللہ نے امراء سے زکوۃ وصول کرنے کا نبی ﷺ کو حکم دیا۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمْ وَتُزَكِّيْہِمْ بِہَا وَصَلِّ عَلَيْہِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّہُمْ [40] **(ان کے مالوں سے صدقہ لے، اس کے ساتھ تو انھیں پاک کرے گا اور انھیں صاف کرے گا اور ان کے لیے دعا کر، بے شک تیری دعا ان کے لیے باعث سکون ہے۔)**

اسی طرح سود کو اللہ تعالی نے اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا کیونکہ غربت کا ایک بڑا سبب سودی لین دین بھی ہے۔

يٰٓاَيُّہَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ [41] (اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارے سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم ایمان لائے ہو لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ کر دو)

رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر سب سے پہلے اپنے چچا عباس کا سود معاف کیا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اسلامی معاشرے میں گردش دولت کو ہی معاشرتی زندگی کا اصول قرار دیا:

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَۃًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ [42] (تاکہ وہ تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کی نشانی بتائی کہ وہ اپنی ضرورت اور احتیاج کے باوجود دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ كَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰۗىِٕكَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [43] (اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں)

رسول اللہ ﷺ نے غربت کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات بھی تجویز کیے جب ایک شخص کو مانگتے دیکھا تو اسے اسباب معیشت بتلا کر محنت و مزدوری پر لگا دیا۔ دور نبوی میں مسلمان خود بھی مزدوری کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اپنے کام خود کرتے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی سوال کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا تھا سب میں خودداری تھی اور محنت کی فضا تھی نیز رسول اللہ ﷺ وسلم غرباء سے محبت کرتے اور ان میں بیٹھنا پسند فرماتے تھے۔

جاگیردرانہ اور سرمایہ دارانہ نظام:

40۔ سورۃ التوبۃ:۱۰۳

41۔ سورۃ البقرۃ:۲۷۸

42۔ سورۃ الحشر:۷

43۔ سورۃ الحشر:۹

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دور جدید کا ایک اور اہم مسئلہ جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ یہ طبقات سیاست اور ملکی وسائل پر قابض رہتے ہیں جبکہ غریب، محنت کش اور مزدور پیٹ بھر کر روٹی کھانے کے لیے بھی محتاج ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جس فلاحی ریاست کی بنیاد رکھی اس میں جاگیر داری اور سرمایہ داری کی کوئی گنجائش نہیں تھی بلکہ اللہ تعالی کا حکم تھا : خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (44) (ان کے اموال سے زکوۃ لیں)

اور پھر زکوۃ کا فلسفہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا :

تؤخذ من اغنیائہم وترد الی فقرائہم (45) (زکوۃ ان کے امراء سے لی جائے اور ان کے ہی فقراء میں لٹائی جائے)

اس کے ساتھ ساتھ نبی رحمت ﷺ نے سود کی ممانعت فرمائی۔ جوئے اور سٹے کو حرام قرار دیا۔ ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں کمی، ناجائز منافع خوری کی کوئی گنجائش نہ رہنے دی۔ اس کے برعکس رزق حلال کمانے کی ترغیب دی۔

رسول اللہ ﷺ نے جو اسوہ پیش کیا اس میں سرمایہ داری کی اس لحاظ سے بھی گنجائش نہیں ہے کہ مالدار اور محروم دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق کی تلقین کی گئی ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ: (46)

رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ اہل مجلس میں دولت مندی اور دنیاوی خوشحالی کا کچھ تذکرہ فرمانے لگے تو آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی سے ڈرے اس کے لیے مالداری میں کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی حرج نہیں اور صحت مندی صاحب تقوی کے لیے دولت مندی سے بھی بہتر ہے اور خوش دلی بھی اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ہے۔

نیز یہ کہ اسلام میں امیر اور غریب آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں۔

دہشت گردی:

رسول اللہ ﷺ جس معاشرے کے اندر مبعوث کیے گئے بات بات پر جھگڑنا ان کا قومی شعار تھا قبائلی رکاوٹ اور نفسلی تفاخر ان جھگڑوں کو مستقل جنگوں کی شکل دے دیتے تھے اس کے علاوہ ان کے اندر ثار کا عقیدہ راسخ تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ جب تک مقتول کے خون کا بدلہ نہ لیا جائے اس کی روح پرندے کی شکل اختیار کر کے مسلسل چیخ و پکار کرتی رہتی ہے اس عقیدے کے تحت قبائل میں جنگ چھڑتی تو صدیوں تک چلتی رسول رحمت ﷺ نے فتنہ وفساد کا خاتمہ کر کے اللہ کا یہ پیغام ان تک پہنچایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا

(جس نے ایک جان کو کسی جان کے (بدلے کے) بغیر، یا زمین میں فساد کے بغیر قتل کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا اور جس نے اسے زندہ کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا) (47)

نیز آپ ﷺ نے نظام عدل کو قائم کرتے ہوئے قصاص کے قوانین جاری فرمائے اور ہر قسم کے ظلم و ستم کا خاتمہ فرما دیا لوگوں کے اندر باہمی اخوت اور رشتہ داری کا رشتہ قائم کر دیا جس کی ایک بہترین مثال اوس و خزرج کے قبائل ہیں جو سالہا سال سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی رحمت کے سائے میں جب آئے تو باہم بھائی بھائی بن گئے۔

مذہبی تعصب قومی اور بین الاقوامی بد نظمی:

---

44 ۔ سورۃ التوبۃ:۱۰۳

45 ۔ صحیح بخاری:۱۳۹۵

46 ۔ اسوہ کامل:۱۰۹، ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر، نشریات، اردو بازار لاہور

47 ۔ سورۃ المائدۃ:۳۲

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب مبعوث ہوئے اس وقت کی دو بڑی سلطنتیں روم اور فارس آپس میں بر سر پیکار تھیں۔ بڑی طاقتوں کی خانہ جنگی کی وجہ سے پوری دنیا کا امن تباہ تھا۔ معاشرہ میں طبقاتی کشمکش کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب کے پیروکار مذہبی تعصب اور فرقہ پرستی کے رجحانات رکھتے تھے۔ ہر طرف بدامنی اور بے سکونی کا عالم تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان اس سارے مذہبی تعصب کو ختم کرنے کے لیے توحید کی دعوت دی جو کہ تمام انبیاء کی مشترکہ دعوت تھی:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [48] (کہو اہل کتاب اوٗ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنالے)

رسول رحمت ﷺ نے دیگر تمام معاملات میں بھی جو مختلف فیہ تھے اور جن میں برتری کا جذبہ موجود تھا ان کو ختم کرتے ہوئے لوگوں کو آپس میں مساوی حقوق عطا فرمائے اور ایک دوسرے کا بھائی اور ایک جیسا قرار دیا چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالی کے اس پیغام کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کیا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ [49]

(لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنائی تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے)

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"ألا لا فضل لعربي على عجمي ولا عجمي على عربي ولا أحمر على أسود ولا أسود على أحمر إلا بالتقوى " [50](کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر اور کسی سرخ کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر ہاں تقوی کے سبب)

ان تمام احکام سے پتہ چلتا ہے کہ سیرت طیبہ میں تعصب کی نہیں بلکہ اکٹھا کرنے کی اور بین الاقوامی سطح پر اتحاد و تعاون کی تعلیمات ہیں۔

آزادی نسواں:

موجودہ تہذیب کا ایک نعرہ عورت کی آزادی مساوات اور ترقی کا ہے اور عموما یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورت کے ان پہلوؤں کو نظر انداز کر کے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے حالانکہ مغرب نے مساوات مرد وزن اور ترقی نسواں کا جو پر فریب نعرہ لگایا ہے اس کی وجہ سے عورت زندگی کے مسائل اور تکالیف میں مردوں سے بھی آگے بڑھ چکی ہے اور بے توقیری اور تحقیر کا نشان نظر آتی ہے جبکہ اسلام نے بحیثیت انسان مرد وزن کو برابر قرار دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے عقائد کے لحاظ سے بھی دونوں کو برابر درجہ دیا ہے نیکی اور بدی کے لحاظ سے بھی دونوں کو یکساں قرار دیا ہے جرائم کی سزا کے لحاظ سے بھی دونوں میں برابری ہے ملکیت رکھنے کے لحاظ سے بھی ہر ایک کو اپنی ملکیت میں تصرف کی اجازت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے مرد و عورت کی فطری صلاحیتوں اور جسمانی ساخت کے لحاظ سے ذمہ داریوں کا تعین کیا ہے جہاں گھر کے تمام مالی امور مرد کے ذمے ڈالے ہیں وہیں اولاد کی پرورش عورت کی ذمہ داری ہے جہاں تک آزادی کا تعلق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنی بات کہنے کی، علم حاصل کرنے کی، عبادات میں اور ملکیت میں نیکی اور بدی میں ہر لحاظ سے مکمل آزادی دی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے اندر حضرت خولہ رضی اللہ تعالی عنہا کا واقعہ جو سورہ مجادلہ میں بیان فرمایا گیا ہے یہ اس پر دلیل ہے۔

---

48 ۔ سورۃ آل عمران:٦٤

49 ۔ سورۃ الحجرات:١٣

50 ۔ سلسلہ احادیث صحیحہ:٢٩٤

اسی طرح رسول اللہ ﷺ صحابہ کے ساتھ تشریف فرماتھے کہ حضرت اسماء حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کی کہ اے رسول خدا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہو میں مسلمان عورتوں کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئی ہوں کہ اللہ نے آپ کو مرد و زن کی ہدایت کے لیے بھیجاہم سب آپ کے پیروکار ہیں اور آپ پر ایمان لاتے ہیں مگر ہم میں اور مردوں میں بڑا فرق ہے ہم گھروں میں محصور ہیں آپ لوگوں کی اولاد کو پالتی ہیں اور آپ لوگ مرد ہو نماز جمعہ اور نماز جنازہ میں شرکت کرتے ہو حج کرتے ہو اور سب سے زیادہ یہ کہ راہ خدا میں جہاد کرتے ہو ہم ان تمام معاملات میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں ہیں تمہارے مال کی حفاظت کرتی ہیں لباس کے لیے چرخہ کاتتی ہیں تو کیا ہم اجر و ثواب میں تمہارے ساتھ شریک نہ ہوں گی ان کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم لوگوں نے مذہب کے بارے کبھی کسی عورت سے ایسی گفتگو سنی صحابہ نے عرض کی ہمیں تو کبھی اس بات کا خیال تک نہ آیا کہ کوئی عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی رضامندی، فرمانبرداری اور موافقت کرتی ہے اور زوجیت کے فرائض ادا کرتی ہے تو اسے بھی مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔[51]

منشیات اور شراب نوشی:

عرب میں شراب کا اس قدر رواج تھا کہ نہ صرف اسے شرف اور عزت کی علامت سمجھا جاتا تھا بلکہ ہر انسان اس میں مبتلا تھا۔ عورتیں اور بچے تو باقاعدہ پلانے پر مامور تھے۔ شراب خانے ممتاز مقامات پر کھلے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی کا پیغام حرمت شراب کا لوگوں تک پہنچایا اور اسے حرام قرار دے دیا۔ شراب کی حرمت جس طرح تدریجاً نازل ہوئی اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ تمام عرب کس قدر اس میں مبتلا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے اس کی برائی اور خامی کو بیان فرمایا اس کے بعد حالت شراب میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی اور آخر میں اسے کلی طور پر حرام قرار دے دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے یہ بنیادی اصول بھی وضع فرمادیا:

"کل مسکر خمر، وکل مسکر حرام." [52] (ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے)

"ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام" [53] (جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔)

کفر و الحاد:

عرب کی سابقہ سیاسی اور معاشرتی روایات اور کفر و الحاد کو دیکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے دو طرح کا طرز عمل اختیار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض چیزوں کو تو بالکل مسترد کر دیا اور اس معاشرے میں جو خیر کے پہلو تھے ان کو قبول کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ان اشخاص کو بھی جو زمانہ جاہلیت میں عزت و احترام رکھتے تھے جب اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسی قدر عزت و احترام اور مرتبے سے سرفراز فرمایا آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا [54] (لوگوں میں جو جاہلیت میں بہتر تھے اسلام میں بھی بہتر ہیں اگر دین کی سمجھ حاصل کریں)

نیز آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ اور اسوہ حسنہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے دور جاہلیت میں جو اخلاقی فضائل موجود تھے دور اسلام میں بھی ان پر عمل جاری رکھا۔

51۔ اسوہ کامل: ۱۱۲، ڈاکٹر عبد الرؤوف ظفر، نشریات، اردو بازار لاہور

52۔ صحیح مسلم: ۵۲۱۸

53۔ سنن ابن ماجہ: ۳۳۹۳

54۔ صحیح مسلم: ۶۴۵۴

اسی طرح دور جاہلیت میں جو چیزیں بری تھی ان کو آپ ﷺ نے ختم فرمادیا چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: جاہلیت میں نکاح چار قسم کا ہوتا تھا لیکن جب حضرت محمد ﷺ حق کے ساتھ بھیجے گئے تو انہوں نے آج کل کے نکاح کے علاوہ جاہلیت کے زمانے کے تمام نکاحوں کو ختم کر دیا۔[55]

سیرت رسول ﷺ کی مختلف جہتیں

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ ایک ایسا سمندر رہے جس کا نہ کوئی کنارہ ہے اور نہ ہی کوئی تہہ ہے۔ اس کی تہہ تک آج تک نہ کوئی پہنچ سکا اور نہ ہی قیامت تک کوئی پہنچ سکے گا۔ گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال سے جناب نبی کریم ؐ کی سیرت طیبہ پر کتابیں اور مقالہ جات لکھے جارہے ہیں، تقریریں اور مذاکرات ہورہے ہیں لیکن اس کے باوجود کوئی نہ کوئی نئی بات اللہ تعالیٰ دلوں میں ڈال دیتے ہیں، یوں آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے نئے نئے نکات، نئی نئی چیزیں اور نئے نئے انکشافات ہورہے ہیں جو کہ قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آج تک جتنا کچھ لکھا جاچکا ہے اور جتنا کچھ کہا جاچکا ہے یہ سب مل کر بھی جناب رسول اکرمؐ کی سیرت طیبہ کا حق ادا نہیں کرتے تو یہ بات خلافِ واقعہ نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالی کا ایسا کلام ہے جو کائنات کے تمام اسرار ورموز کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اس کی عملی شکل ہے۔ لہٰذا رسول اللہؐ کی سیرت طیبہ کا احاطہ کسی کے بس کی بات نہیں ہے، یہ دعویٰ کہ ہم ساری سیرت بیان کرلیں گے یا ساری سیرت سمجھ لیں گے یہ بات ممکن ہی نہیں ہے۔ سیرت طیبہ پر اب تک جو کام ہوا اور اس میں سے بھی جو میرے ناقص علم میں ہے اس کی روشنی میں اور جو عصر حاضر کی مشکلات ہیں ان کے ضمن میں سیرت طیبہ کی کچھ جہتیں درج ذیل ہیں۔

1- سیرت النبی ﷺ کا تجزیاتی مطالعہ:

سیرت النبی کی بڑی نمایاں جہت ہے بلکہ اگر سیرت مبارکہ کو اجزا میں بیان کیا گیا تو سب سے زیادہ اسی طریقہ کار کو اپنایا گیا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی مختلف حیثیتوں کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ کی سیرت کے الگ الگ پہلوؤں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ بطور استاد، بطور تاجر، بطور سربراہ ریاست۔ اس طرح سیرت کے الگ الگ پہلوؤں پر سیرت نگاروں نے معلومات کو جمع کیا اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ دراصل سیرت کی اس ایک جہت میں بہت سی جہتیں جمع ہوجاتی ہیں جو کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے مشعل راہ ہیں۔ سیرت مبارکہ کے تجزیاتی مطالعہ میں چند ایک جہتیں درج ذیل ہیں: رسول اللہ ﷺ کا بچپن، لڑکپن اور جوانی وغیرہ، رسول اللہ ﷺ بطور ایک فرد، نبی ﷺ بطور باپ، بھائی، بیٹا، شوہر، معلم، سربراہ ریاست، تاجر، سپہ سالار، محنت کش، آقا اور امام وخطیب وغیرہ یہ تمام تجزیاتی اور موضوعاتی مطالعہ کی مختلف جہتیں ہیں۔

2- مکارم اخلاق سیرت نبوی ﷺ میں:

"خُلُق" انسانی عادت کو کہتے ہیں اور اس کی جمع ہے "اَخلاق" یعنی عادات۔ انسان جب اپنی زندگی کا آغاز کرتا ہے تو والدین کی تربیت، ارد گرد کے ماحول اور حالات وواقعات کے ذریعے اس کا مختلف عادات پر مشتمل ایک مزاج بن جاتا ہے۔ اخلاق اچھے بھی ہوتے ہیں اور اخلاق برے بھی ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اخلاقِ حسنہ کے لحاظ سے تمام نسل انسانی میں اعلیٰ شخصیت ہیں۔ ایک اور بات کہ کوئی شخص ذاتی حد تک عادات واخلاق کے اعتبار سے اچھے مزاج کا حامل ہو سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے اپنے اچھے اخلاق وعادات کو اپنے ساتھیوں، دوستوں، بچوں اور شاگردوں میں تقسیم فرمایا اور اخلاق فاضلہ کی ایک بہترین سوسائٹی دنیا کو دی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ سیرت کی ایک مکمل جہت ہے اور اس کے اندر بھی آگے بہت سی مزید جہتیں ہیں جن میں سے ہر ایک پر دفتروں کے دفتر موجود ہیں اور ان سے بے شمار فوائد بھی حاصل کیے جاتے ہیں اور ان کی روشنی میں قانون سازی بھی کیجاتی ہے۔ چند ایک بطور مثال درج ذیل ہیں:

---

55 ۔ سنن ابی داؤد: ۲۲۷۲

۱۔ سخاوت نبوی، ۲۔ حلم نبوی، ۳۔ صدق نبوی، ۴۔ شجاعت نبوی، ۵۔ صبر نبوی، ۶۔ عدل نبوی، ۷۔ زہد نبوی، ۸۔ حیائے نبوی ۹۔ حسن معاشرت، ۱۰۔ تحمل نبوی، ۱۱۔ امانت و دیانت نبوی، ۱۲۔ ایفائے عہد، ۱۳۔ تواضع نبوی، اور ۱۳۔ خوش طبعی وغیرہ۔

3- تعلق باللہ سیرت اطہر میں:

سیرت نبوی کی یہ ایک اہم جہت ہے کیونکہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی اللہ کے بندوں کو اللہ کی بندگی پر لگانا ہوتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ کی سیرت کا ایک عظیم پہلو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود اللہ تعالی کی عبادت کس طرح کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے اندر شوق و رغبت کس قدر تھا اور تواضع و عاجزی کیسی تھی۔ مزید یہ کہ قبل از نبوت آپ کی عبادت کی کیفیت کیا تھی۔ اور پھر آپ ﷺ کے اسوہ میں عبادت کا مفہوم کیا ہے؟ سیرت طیبہ سے پتہ چلتا ہے بلاشبہ نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ امور عبادت کی اصل ہیں لیکن عبادت کا تصور اس سے کہیں زیادہ جامع اور وسیع ہے اللہ تعالی نے فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ [56] "اور میں نے جن اور انسان اس لیے تو پیدا کیے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں۔"

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر وہ قول و فعل اور عمل جو اللہ تعالی کو پسند ہو اور جس سے اللہ تعالی کی رضا حاصل ہو وہ عبادت ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے تعلق باللہ کا ذریعہ وہ تمام امور بتائے جن سے اللہ تعالی راضی ہو سکتا ہے۔

4- شمائل نبوی ﷺ:

سیرت نبوی کی ایک عظیم الشان جہت شمائل نبوی بھی ہے۔ آپ ﷺ کی عمدہ عادات وبدنی اوصاف کا تذکرہ شمائل نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں شامل ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالی نے جس طرح سیرت میں ایسا کمال عطا فرمایا کہ آپ ﷺ تمام اولین و آخرین سے ممتاز اور افضل و اعلی ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کو صورت میں بھی ایسا جمال عطا فرمایا کہ آپ ﷺ بے مثل و بے مثال ہیں۔ آپ ﷺ کی ظاہری صورت و سیرت، حلیہ مبارک اور جسمانی بناوٹ یہ بھی سیرت النبی ﷺ کا ایک مکمل عنوان ہے جس پر بہت سی احادیث مبارکہ اور روایات موجود ہیں۔ نیز یہ کہ دیگر بہت سے امور اور معاملات کے ساتھ بھی رسول اللہ ﷺ کے خصائل و شمائل جڑے ہوئے ہیں۔ مثلاً قرب قیامت امام مہدی علیہ السلام کا آپ کے ہم شکل ہونا، شیطان کا خواب میں بھی آپ ﷺ کی شکل اختیار نہ کر سکنا وغیرہ۔

5- خصائص نبوی ﷺ: [57]

سیرت نبوی کی مختلف جہتوں میں سے ایک جہت نبی کریم ﷺ کی خصوصیات ہیں جو آپ کے ساتھ ہی خاص ہیں۔ نہ سابقہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام میں سے کسی کو یہ خصائص دیے گئے اور نہ ہی امتوں میں سے کسی بھی امت کے کسی فرد کو۔ ان خصائص میں سے کچھ کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے لائے ہوئے دین کے ساتھ ہے مثلاً نبی کریم ﷺ کا ساری زمین کو مسجد قرار دینا، دوماہ کی مسافت سے دشمن پر رعب طاری ہو جانا وغیرہ اور کچھ ایسے خصائص ہیں جو رسول اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں مثلاً تعدد ازواج کا مسئلہ۔ مستشرقین نے جو رسول اللہ ﷺ کی ذات پر جو اعتراضات کرنے کی ناکام جسارت کی ہے ان میں سے بعض کی بنیاد یہ خصوصیات ہی ہیں۔ چنانچہ خصائص نبوت بھی سیرت نبوی کی ایک مکمل جہت ہے۔ بعض مؤرخین نے تقریباً ۸۵ کے قریب رسول اللہ ﷺ کے خصائص گنوائے ہیں۔

6- معجزات نبوی ﷺ:

---

[56] ۔ سورۃ الذٰریات:۵۶

[57] ۔ سیرت حبیب: ۶۶۰، ابو بکر جابر الجزائری، النور پبلیکیشنز

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ویسے تو رسول اللہ ﷺ کی ساری سیرت ہی ایک ایسی لاجواب اور بے مثال سیرت ہے کہ جسے ہم معجزہ کہہ سکتے ہیں اس لیے کہ قرآن کریم قیامت تک کے لیے معجزہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ قرآن کریم کی عملی تصویر ہی ہے لیکن سیرت کی اس جہت میں وہ مافوق الفطرت واقعات ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ذریعے رونما ہوئے۔ کچھ سیرت نگاروں نے تقریبا۶۶ کے قریب معجزات نبوی کا ذکر کیا ہے۔[58] اگرچہ بہت سارے معجزات پر کچھ سیرت نگاروں نے معذرت خواہ نہ رویہ بھی اختیار کیا ہے یا ان کا انکار بھی کیا ہے۔ جہاں ان معجزات کا مستند روایات کے ساتھ ثبوت اور منکرین معجزات کا قرآن و حدیث کی روشنی میں رد ضروری ہے وہیں ان معجزات کے مقاصد اور حکمتیں کیا تھیں یہ بھی سیرت نبوی ﷺ کی اس جہت میں شامل ہو گا۔

7- متعلقات ذات نبوت ﷺ:[59]

یعنی ان اشیاء کا تذکرہ جو رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے والی تھیں۔ مثال کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، آپ کی اولاد، آپ کے غلام، رسول اللہ ﷺ کی لونڈیاں، نبی محترم کے کاتبان، رسول اللہ ﷺ کی سواریاں، آپ کے گھوڑوں کے نام خچروں کے نام اور اونٹوں اور بھیڑوں کا ذکر اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے اسلحہ کا نام۔ یہ بھی سیرت النبی ﷺ کی ایک جہت ہے اور اس سے بہت سے فوائد اور قوانین وضع کیے جاسکتے ہیں۔

8- سیرت کا تاریخی پس منظر:

یہ بھی سیرت مبارکہ کی ایک انتہائی اہم جہت ہے جس میں تاریخ عرب قبل از اسلام بیان کی گئی ہے۔ اسلام سے پہلے عرب میں موجود مذاہب، رواج، طریقے، رسوم، تمدن، ریاستیں، حکومت، قبائل، معاشرتی، سیاسی اور معاشی حالات غرض جو چیز بھی اسلام سے پہلے عربوں سے متعلق تھی اس کا بیان تاکہ سیرت اطہر کی اثر انگیزی مزید واضح ہو۔ اس کا تعلق سیرت النبی کے تاریخی پس منظر میں شامل ہو گا۔

9- خانوادہ نبوت اور جدید علم الانساب:

عمومی طور پر مستشرقین اور غیر مسلم حتی کہ بہت سارے کلمہ گو روافض وغیرہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خانوادے کے بارے میں بہت سے اعتراض کرتے رہتے ہیں جن میں سے بعض انتہائی غلط اور غیر تاریخی ہوتی ہیں انہیں محض ٹھکرا دینا کافی نہیں ہے بلکہ جدید تحقیقی انداز سے اس کا رد کرنا ضروری ہے۔ علم الانساب عرب میں باقاعدہ ایک مکمل فن تھا اور اس پر اب بہت سارا مواد موجود ہے جو پہلے نہ تھا۔ اس مواد کو سامنے رکھ کر علم انساب کی نئی تحقیق اور اس کی تدوین نو کی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف قبیلوں میں جو رشتہ داریاں تھیں خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا اور امہات وغیرہ ان کی تحقیق کر کے انہیں از سر نو مدون کیا جاسکتا ہے۔

10-اداریات سیرت:[60]

سیرت کے ادارتی اور انتظامی پہلوؤں پر کام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون کون سے انتظامی فیصلے فرمائے اور آپ نے اپنے مبارک دور میں انتظامی طور پر کیا کیا اقدامات کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اس پہلو اور جہد سے نئے انتظامی اصول دریافت کیے جاسکتے ہیں اور دور جدید کی اصطلاحات میں انتظامیات اور سیاسیات کا نقشہ مرتب کیا جاسکتا ہے جس سے عہد نبوی کا پورا نظام اداریات سامنے آجائے۔

11- سیاسیات سیرت:[61]

---

[58] ۔ سیرت حبیب:۶۶۵، ابو بکر جابر الجزائری، النور پبلیکیشنز

[59] ۔ سیرت حبیب:۶۴۸، ابو بکر جابر الجزائری، النور پبلیکیشنز

[60] ۔ محاضرات سیرت:۷۰۵تا۷۵۰

[61] ۔ ایضا

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ بھی سیرت طیبہ کا ایک انتہائی اہم پہلو ہے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی تدابیر کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ریاست کے سربراہ کے طور پر جو فیصلے کیے ان میں کون کون سی حکمتیں پوشیدہ تھیں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قوموں اور قبیلوں سے جو معاہدے کیے ان میں کیا حکمتیں پشیدہ تھیں یعنی بطور سیاسی رہنما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے دیگر قبائل کے ساتھ تعلقات کیسے تھے اور ان تعلقات کو آپ نے دعوت اسلام کے لیے کس طرح استعمال فرمایا ان کا پس منظر کیا تھا اس کی اور موجودہ دور میں جو بین الاقوامی تعلقات ہیں وہ کیسے ہونے چاہیے۔ سیرت طیبہ کی سیاسی جہت میں اسے دیکھا جا سکتا ہے۔

12-معاشیات سیرت:(62)

موجودہ دور معاشیات کا دور ہے کسی بھی نظام کا قابل عمل ہونا یا نہ ہونا اس کے معاشی نظام کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل کے جو مالی نظام تھے ان پر غور کیا جائے اور جو آپ نے اصلاحات نافذ کیں اور معاشی تعلیمات دی ان کو سمجھا جائے موجودہ دور میں اسلام کی بہت سی اصطلاحات پر اعتراض کیا گیا ہے جیسا کہ ربا کا موجودہ تصور جسے مطلق طور پر رد کر دیا جاتا ہے کہ یہ وہ نوعیت نہیں ہے جو عربوں میں رائج تھی اور جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا پھر نبی کریم ﷺ نے کس طرح منڈیوں پر اجارہ داریاں اور بالا دستیاں ختم کر کے تمام عوام کے لیے ان تک رسائی کو برابر کیا۔ ذخیرہ اندوزی اور دھوکہ دہی کے تمام راستے مسدود کر دیے۔ لہذا معاشی نقطہ نظر سے سیرت کا مطالعہ ایک انتہائی اہم جہت ہے۔

13- عسکریات سیرت:(63)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عسکری پہلو کیا ہیں اور مختلف جنگوں میں استعمال کیے گئے آپ کے طریقے کے کیا کیا ہے۔ فنی اعتبار سے جو رسول اللہ ﷺ نے حکمت عملی اختیار کی یا آپ ﷺ کے صحابہ نے حکمت عملی اختیار کی وہ بھی اس میں شامل ہو جاتی ہے مثلاً صلح حدیبیہ کو فتح مبین کہا گیا اور یہ فتح خیبر کا سبب بنی اور فتح خیبر فتح مکہ کا مقدمہ ثابت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی یہ غیر معمولی اور مدبرانہ حکمت عملی اور قیادت عسکریات سیرت کا حصہ ہے۔ اسی طرح غزوات کے محلے وقوع بھی بڑے اہم ہیں۔ غزوات میں کن صحابہ نے شرکت کی، پرچم بردار کون تھا اور کون کس ذمہ داری پر تھا فتح کس کو ملی مسلمانوں کا کیا نقصان ہوا اور دشمن کا کیا نقصان ہوا یہ ساری کی ساری عسکریات سیرت میں شامل ہو گی۔

14-فقہیات سیرت:

یعنی سیرت نبوی ﷺ سے جو فقہی مسائل اخذ ہوتے ہیں یا سیرت کے سیاق وسباق میں جو فقہی امور اہم ہیں وہ فقہییات سیرت میں شامل ہوں گے۔ جیسا کہ شیخ محمد ابو زہرہ کی آخری تصنیف خاتم النبیین۔ اور اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ کسی بھی انسان کے لیے بالعموم اور مسلمان کے لیے بالخصوص سب سے اہم اور ضروری جہت ہے۔(64)

15- ادبیات سیرت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ میں آپ کے خطبات، خطوط اور آپ کے اقوال کو جمع کیا جائے تو ان میں جو ادب کا پہلو اور کلام کے اندر جو جامعیت اور فصاحت پائی جاتی ہے اس کا تعلق ادبیات سیرت سے ہے۔ یہ بھی سیرت کی ایک جہت ہے اور اس لحاظ سے بھی بڑی اہم ہے

---

62 ۔ ایضا

63 ۔ ایضا

64 ۔ محاضرات سیرت: ۷۰۵ تا ۷۵۰

کے آپ کے کلام کی جامعیت اور فصاحت کی بنا پر اس سے بہت سارے مسائل حل ہوتے ہیں اور بہت سے عقد کھلتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کا عربی ادب میں اعلی مقام بھی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: بعثت بجوامع الکلم۔ [65]

16-نفسیات سیرت :[66]

نفسیات سیرت میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے جو نفسیاتی پہلو ہیں انہیں دیکھا جا سکتا ہے مثلاً دعوت و تبلیغ میں نفسیات کے کیا پہلو ہیں دعوت و تبلیغ کی حکمت کیا ہے اور پھر دوسرے علوم پر سیرت کے اثرات کیا ہیں یعنی سیرت طیبہ کس طرح دیگر علوم پر اور دیگر تہذیبوں پر اور دیگر فنون پر اثر انداز ہوئی۔ یعنی فی نفسہ سیرت میں حکمت کے مختلف پہلو اور اثر انداز ہونے کے طریقے سیرت کی اس جہت میں شامل ہوں گے۔ مثلاً آپ ﷺ کی چہرہ شناسی کرنا، بات سمجھانے کے لیے مناسب موقع کا انتخاب کرنا، تسلی دینے میں نفسیاتی پہلو، مہم جوئی کے لیے ہم خیال لوگوں کا انتخاب، قابل حرمت چیزوں کا احترام اور سائل کی نفسیات کو سمجھنا اور اس کی استعداد کے مطابق جواب دینا وغیرہ۔

17-طب نبوی:

نظام صحت اور میڈیکل انسانی زندگی کا ایک انتہائی اہم حصہ ہے اور طب نبوی سیرت النبی ﷺ کی ایک انتہائی اہم جہت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوال کرنے پر مختلف بیماریوں کے علاج بھی بتلائے جیسا کہ شہد کا استعمال کلونجی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ۔ حافظ ابن قیم کی زاد المعاد میں اس موضوع پر کافی سرمایہ موجود ہے۔ موجودہ دور میں بہت ساری ایسی روایات موجود ہیں جن کی کوئی استنادی حیثیت نہیں ہے اور طب نبوی کے نام پر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دی جاتی ہیں لہذا اس جہت کا بھی فنی جائزہ لیا جانا ضروری ہے اور ماہرین طب ہی فنی تحقیق کے بعد اس پر رائے دے سکتے ہیں۔

18-سیرت نبوی کے سائنسی پہلو:

موجودہ اور آنے والا دور جدید سائنسی تحقیق، حیران کن ایجادات، قدرت کے تخلیق کردہ بہت سے اسرار و رموز کو جاننے اور ان سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کرنے کا دور ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بہت ساری عادات، آپ ﷺ کے احکام اور آپ ﷺ کی عام معاملات میں بظاہر معمولی سنتوں میں بھی بہت سے ایسے اسرار و رموز موجود ہیں کہ آج جب سائنس انتہائی کوشش اور محنت شاقہ کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچتی ہے تو حیران و ششدر رہ جاتی ہے کہ اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے یا مطلوبہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے سینکڑوں سال پہلے ہی رسول حکیم ﷺ اپنے افعال و اقوال میں ایسا بہترین نمونہ چھوڑ چکے ہیں جسے آج تک معمولی اور محض غیر ضروری سمجھا جاتا رہا لیکن وہ انتہائی غیر معمولی اور نتائج سے بھرپور ثابت ہوا۔ لہذا سیرت النبی ﷺ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے جہاں جدید سائنسی تحقیق کے ساتھ تقابل کر کے مخلوق خدا کو فائدہ پہچایا جا سکتا ہے وہیں اس کی مدد سے بہت سے تحقیق کے نئے پہلو بھی متعین کیے جا سکتے ہیں۔

19-سیرت نبوی اور خواتین کی حیثیت:

دور حاضر میں خواتین کی حیثیت کے حوالے سے بہت کچھ کہا جا رہا ہے۔ خواتین کا معاشرتی مقام کیا ہے، ان کے حقوق و فرائض کیا ہیں، انفرادی و اجتماعی معاملات میں ان کی رائے کی کیا حیثیت ہے اور مردوں کے ساتھ ان کی مساوات کا درجہ کیا ہے۔ آج ساری دنیا میں یہ عنوان زیرِ بحث ہے۔ اور یہ عنوان سیرت طیبہ کا ایک اہم باب ہے۔ عورت کے تحفظ کی بات ہو، ماں کا مقام ہو، بیٹی کی فضیلت ہو، بیوی کے حقوق ہوں، حق آزادی اظہار رائے ہو، مرضی سے نکاح کا حق ہو، وراثت اور تعلیم کا حق ہو، حق ملکیت ہو غرض بنت حوا کی کسی قسم کی بھی رفعت و عزت کی بات ہو سیرت طیبہ آسمان کی بلندیوں سے بھی آگے نظر آتی ہے۔ چنانچہ بنت حوا سیرت طیبہ کی ایک اہم جہت ہے۔

65 ۔ صحیح بخاری: ۳:۲۷۴۷

66 ۔ محاضرات سیرت: ۵۰۷ تا ۵۰۷

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

20-سیرت نبوی کا تہذیبی پہلو:

سیرت نبوی کی ایک اہم جہت اس کا تہذیبی پہلو ہے۔ دنیا کی تمام تہذیبوں اور ثقافتوں کے مقابلے میں اسلام کی تہذیب و ثقافت بالکل منفرد اور امتیازی خصوصیات کی حامل ہے۔ اس کی بنیادی وجہ وہ اُصول و ضوابط اور افکار و نظریات ہیں جو نبی اکرم ﷺ نے اپنے اُسوہ حسنہ کے ذریعے اُمتِ مسلمہ کو عطا فرمائے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے عرب کے معاشرے میں جس شاندار تہذیب کو متعارف کروایا اُس کی روح جذبہ انسانیت اور انسانیت کا ارتقاء تھا۔ لہذا سیرت نبوی ﷺ کا ایک اہم عنوان یہ بھی ہے کہ عرب کے بدووں میں یہ تہذیبی انقلاب کیسے آیا۔

21-سیرت طیبہ سے ماخوذ بین الاقوامی قوانین:

حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ ایک بین الاقوامی مشن کی داستان ہے۔ جو مکمل انسانی تہذیب و تمدن کی اصلاح و تعمیر کا جامع عنوان ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سابقہ جاہلانہ قوانین کو منسوخ کیا، امن کے قیام کے لیے تمام لوگوں کی جان، مال اور عزت کو برابر قرار دیا، ناحق قتل کرنے پر پابندی، نظام قصاص نافذ کیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر ایک مکمل منشور دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف قبائل کے ساتھ جو معاہدے کیے اور بالخصوص میثاق مدینہ میں آپ ﷺ نے جو اصول وضع کیے وہ بنی نوع انسان کے لیے مشعل راہ ہیں اسی طرح آپ کے جنگی قوانین اور خارجہ پالیسی ایک تابناک باب ہے۔ بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بین الاقوامی سطح پر بھی اگر کوئی قانون وضع کیا جائے تو وہ اس سے پہلے سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ضرور موجود ہو گا۔ یہ بھی سیرت النبی ﷺ کی ایک اہم جہت ہے۔

22-مستقبلیات سیرت:[67]

سیرت النبی کی ایک عظیم الشان جہت ہے یعنی رسول اللہ ﷺ نے جو پیش گوئیاں فرمائی یا مستقبل کے حالات کو سمجھتے ہوئے جو آپ نے مدبرانہ فیصلے فرمائے وہ مستقبلیات سیرت کا حصہ ہے۔ جیسا کہ اہل مغرب کے بارے میں آپ کی بہت سی پیشگوئیاں اور احادیث ہیں جو کہ اہل روم کے الفاظ کے ساتھ ہیں۔ مثال کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جب قیامت قائم ہو گی تو دنیا میں رومیوں کی کثرت ہو جائے گی۔۔۔۔ انتہا تک۔[68] اسی طرح قیامت سے پہلے کے عمومی حالات، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلافت کے بارے میں آپ کی پیش گوئیاں، بڑی جنگوں اور مختلف فتن کے بارے میں آپ کا خبر دار کرنا وغیرہ اس میں شامل ہیں۔

23-مطالعہ سیرت قران پاک کی روشنی میں:

سیرت النبی ﷺ کی ایک اور جہت یہ ہے کہ سیرت کو قران پاک کی روشنی میں سمجھا جائے یعنی قران پاک میں ذات نبوت کے بارے میں کیا کیا کہا گیا ہے اور حیات طیبہ کے بارے میں قرآن پاک کے اندر دلائل کیا ہیں۔ سیرت النبی کی اس جہت میں ذات نبوت کے متعلقہ قرآن پاک کی ساری آیات کو یکجا کر کے ان کو مرتب کیا جاسکتا ہے اور ان سے مسائل اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ اس میں آپ ﷺ کی شخصیت، فضائل، امتیازات، مکی و مدنی دور اور دعوت اسلامی کا فروغ یہ تمام چیزیں شامل ہو جاتی ہیں۔ سیرت النبی کی اس جہت میں ترتیب نزولی کے اعتبار سے بھی سیرت کے واقعات کو مورخین نے اور سیرت نگاروں نے جمع کرنے کی کوشش کی ہے یعنی پہلے متعلقہ آیت کی وضاحت پھر اس میں جس واقعہ کا تذکرہ ہے کتب سیرت کے حوالوں کے ساتھ وہ بیان کیا جاتا ہے۔

24-مستند روایاتِ سیرت قدیم کتابوں میں:[69]

---

67 ۔ محاضرات سیرت: ۷۰۵ تا ۷۵۰

68 ۔ صحیح مسلم: ۲۸۰۰

69 ۔ محاضرات سیرت: ۷۰۵ تا ۷۵۰

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عمومی طور پر سیرت کی بعض کتابوں میں قدیم مذہبی اور آسمانی کتابوں کے حوالے موجود ہوتے ہیں اور عمومی طور پر ان کے بارے میں یہ اصول ہے کہ اگر قرآن کریم سے یا احادیث مبارکہ سے تصدیق ہو تو انہیں لے لیا جائے اور اگر قرآن وحدیث سے تکذیب ہو تو انہیں رد کر دیا جائے لیکن ایسی روایت جس کی نہ تصدیق ہو نہ تکذیب ہو تو اس پر خاموش رہا جائے۔ مگر ان اسرائیلی روایات کو اگر چھوڑ دیا جائے اور سیرت پر صرف وہی مستند روایات لی جائیں جو احادیث صحیحہ میں آئی ہیں اور صحابہ کرام اور مستند تابعین نے بیان کی ہیں تو ان مستند روایات سے متعلقہ قدیم کتابوں میں کس حد تک مواد موجود ہے اور ان کی تاریخی حیثیت کیا ہے یہ بھی سیرت النبی کی ایک عظیم الشان جہت ہے اور اس کے ذریعے قدیم لٹریچر تک رسائی بھی بڑھ جاتی ہے اور مزید تقابل کا میدان بھی وسیع ہو تا چلا جاتا ہے۔

25-کلامی اور مناظراتی جہت:[70]

سیرت النبی ﷺ کی ایک جہت کلامی اور مناظراتی انداز کی ہے۔ مثال کے طور پر جیسا کہ مستشرقین نے سیرت پر بڑا وسیع کام کیا اور لٹریچر چھوڑا جس کا جواب دینے کا سلسلہ سرسید احمد خان اور سید امیر علی جیسے مشاہیر سے شروع ہوا اور آج تک جاری وساری ہے تو یہ سیرت کا ایک مناظراتی ادب ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے مختلف فرقے اور مسالک اپنے اپنے نقطہ نظر کی حمایت میں بھی سیرت النبی کے مختلف واقعات اور نکات پیش کرتے ہیں تو اس انداز سے سیرت کا ایک داخلی مناظراتی یا داخلی کلامی ادب کی جہت بھی سامنے آتی ہے۔ بہر حال سیرت النبی ﷺ کی ایک جہت کلامی اور مناظراتی انداز کی بھی ہے۔

26-استشراقیات کی جہت:

یعنی مغربی مصنفین اور مستشرقین نے سیرت کے بارے میں جو کچھ لکھا اور جو انہوں نے اعتراضات کیے ان کا مدلل اور محققانہ جواب۔ کچھ مستشرقین کے اس کام میں بہت سے مثبت پہلو بھی ہیں لیکن اکثر مغربی مصنفین کے کام کرنے کے انداز سے ہی ان کی نیت مشکوک ہو جاتی ہے۔ ان کی تحریروں میں قطعی طور پر منفی رائے کا اظہار کیا گیا ہے اور بعض اوقات تو انتہائی صاف اور واضح چیزوں کی انتہائی غلط تعبیر کی گئی ہے جو علمی اصولوں کے بھی خلاف ہیں اور عقل سلیم کے بھی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے لٹریچر میں ان اعتراضات کا تفصیلی جواب موجود ہے اس کے باوجود ان کی منفی تعبیر کی جاتی تو اہل علم نے سیرت النبی کے اس پہلو پر بھی تسلسل کے ساتھ کام کیا اور جس طرح مستشرقین کی طرف سے یہ جسارتیں جاری ہیں ویسے ہی دفاع کرنے والوں کی طرف سے بھی آج تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

27-معذرت خواہانہ ادب کا ناقدانہ جائزہ:[71]

ماضی قریب میں بعض سیرت نگاروں نے سیرت طیبہ کے بہت سارے مقامات پر مغربی تہذیب کی برتری سے متاثر ہوتے ہوئے معذرت خواہانہ انداز اختیار کیا ہے اور کچھ ایسے سیرت نگار بھی ہیں کہ انہوں نے اپنے تئیں مستشرقین کا رد کیا مگر مغربی زبانوں سے واقفیت نہ ہونے کی بنا پر مغربی تصورات سے براہ راست واقفیت نہ حاصل کر سکے چنانچہ مستشرقین کے اعتراضات کا جواب لکھتے ہوئے وہ صحیح نقطہ نظر کی ترجمانی نہ کر سکے حتی کہ اس وجہ سے بعض نے تو بہت معجزات نبوی کا انکار کر دیا یا ان کی تاویل کر دی۔ سیرت النبی کی ایک جہت یہ بھی ہے کہ آج ایسے فضلاء بھی موجود ہیں جو مغربی زبانوں سے واقف بھی ہیں اور مغربی تہذیب کی وہ پہلی سی برتری اور اثر بھی باقی نہیں رہا لہذا وہ ساری سیرت نگاری جس کے اندر معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا گیا ہے اس کا ناقدانہ جائزہ لیا جا سکتا ہے اور محض روایتی انداز یا معذرت خواہ نہ رویے کی بجائے تحقیقی اور تقابلی انداز سے اسے از سر نو مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔

---

70 ۔ ایضا

71 ۔ محاضرات سیرت:۷۰۵ تا ۷۵۰

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

28-روایت ودرایت اور مغربی اسلوب کی روشنی میں از سر نو ترتیب و تنظیم:[72]

موجودہ دور سے پہلے کے سیرت نگاروں اور محدثین کی تصانیف کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ محدثین نے عموما اسلوب روایت اور سیرت نگاروں نے عموما اسلوب درایت لیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ علمائے اصول کا ایک اپنا منہج اور طریقہ رہا ہے جو عقل و نقل کا جامع ہے۔ لیکن دور حاضر میں ایک چوتھا اسلوب مغرب کا اسلوب تحقیق بھی ہمارے سامنے ہے۔ لہذا سیرت طیبہ کی ایک جہت یہ بھی ہے کہ ان تینوں اسلامی اسالیب یعنی اسلوب روایت، اسلوب درایت اور علمائے اصول کے منہج کے ساتھ مغرب کے اسلوب تحقیق کو شامل کیا جائے اور ان تمام اسالیب کو سامنے رکھتے ہوئے سیرت طیبہ کو از سر نو مرتب کیا جائے۔ یعنی سیرت کو اس کے بنیاد مآخذ قران مجید، سنت ثابتہ متواترہ سے ہی لیا جائے اور مستند راویوں سے ہی اخذ کیا جائے لیکن اس کے حوالہ کا معیار اور طریقہ کار مغربی اسلوب تحقیق کے مطابق رکھا جائے۔ اگرچہ اس کا نتیجہ محدثین کے نتیجے سے مختلف نہیں ہو گا لیکن جو اس اسلوب سے مانوس ہیں وہ سیرت کے ذخائر کو زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکیں گے اور اس کی افادیت زیادہ ہو گی۔

29-سیرت سے متعلق نامکمل مفید کاموں کی تکمیل:[73]

سیرت النبی ﷺ کی جہات میں سے ایک اہم جہت یہ ہے کہ پہلے سیرت نگاروں کی کتابوں کو دیکھا جائے کہ انھوں نے سیرت النبی ﷺ پر کسی مفید کام کا آغاز کیا ہو اور کسی وجہ سے اس کی تکمیل نہ ہو سکی ہو اور آج اس کی تکمیل کے اسباب اور وسائل موجود ہیں تو اس نامکمل کام کو مکمل کیا جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی تفصیل مقتولین اور شہداء کی تعداد فتوحات کی تفصیل اور تعداد اس کا آغاز تو قاضی سلیمان منصور پوری نے کیا مگر کسی حد تک تکمیل بعد والوں نے کی مگر پھر بھی اس پر مزید کام کی ضرورت ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے ایام کی تفصیل اور آپ کی زندگی کے اہم واقعات کا موجودہ دور کے حادثات وواقعات کے ساتھ تقابلی تجزیہ وغیرہ۔

30-مخطوطات سیرت:[74]

یہ بھی سیرت نگاری کی ایک غور طلب جہت ہے کہ ابتدا میں جب طباعت کا زمانہ نہیں تھا تو بہت سی کتابیں اور مخطوطات جلد بندی کی شکل میں موجود نہیں تھے۔ اور پھر مزید یہ کہ جس علاقے میں وہ پائی جاتی تھیں دوسرے علاقے کے لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے تھے یا کم از کم انہیں حاصل کرنا ان کے لی دشوار ہوتا اور بعض اوقات تو ناممکن ہی ہو جاتا۔ جیسا کہ مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کئی مرتبہ دکھ کے ساتھ اظہار کیا کہ کاش ان کے پاس تاریخ ابن کثیر ہوا گر وہ مل جائے تو ان کے بہت سے عقد حل ہو جائیں۔ اس دور میں تو یہ عام نہ تھی مگر آج دنیا کے تقریبا تمام اسلامی کتب خانوں میں موجود ہے۔ چنانچہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے متعلقہ جو بھی مواد ہو اسے زیور طباعت سے آراستہ کرنا چاہیے نیز جن مخطوطات کی اشاعت نہیں ہو رہی ان پر تحقیق کر کے انہیں عام کرنا چاہیے اور اہل علم اور عوام الناس تک پہنچانا چاہیے۔

31- مشکل السیرۃ:[75]

مشکل السیرۃ بھی سیرت رسول ﷺ کی ایک شاندار جہت ہے۔ جیسے قرآن پاک کی تفسیر کے وہ معرکۃ الآرا مسائل جن کے بارے میں اختلاف رائے رہا ہے اور اس اختلاف رائے کو دور کرنا آسان نہیں تھا ان کو علیحدہ کر کے مشکل القران کے نام سے مفسرین نے ایک الگ فن مرتب کیا۔

---

[72] ۔ ایضا

[73] ۔ ایضا

[74] ۔ ایضا

[75] ۔ محاضرات سیرت: ۷۰۵ تا ۷۵۰

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

محدثین نے بھی اسی طرح مشکل الحدیث کے نام سے ایک فن مرتب کیا اور ذخیرہ احادیث میں وہ مسائل جو بڑے اہم اور مختلف فیہ تھے اور ان کے اختلافات کو دور کرنا مشکل تھا ان کے لیے ایک علیحدہ فن مرتب کیا۔ اسی طرح مشکل السیرۃ کے نام سے بھی ایک طرح کا فن ہونا چاہیے کہ جس میں سیرت کے اندر موجود مشکلات اور اختلاف رائے کو حل کرنے کی تدبیر ہونی چاہیے۔ لہذا سیرت کی اس جہت پر ماہرین فن کو کام کرنے کی ضرورت ہے۔

32- تقویم سیرت:[76]

یہ بھی سیرت نبوی کی ایک اہم اور دلچسپ جہت ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت عرب کے مختلف مقامات پر مختلف کیلنڈر رائج تھے۔ ہر قبیلے نے ایک اپنا علیحدہ کیلنڈر بنا رکھا تھا اور وہ اپنے سال کو اسی حساب سے شمار کرتے تھے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے واقعے سے کیلنڈر شروع کیا گیا اسی طرح بہت سارے قبائل جو اپنی انفرادیت رکھتے تھے ان کے اپنے کیلنڈر تھے بعض لوگ شمسی کیلنڈر کی پیروی کرتے تھے کچھ قمری کیلنڈروں کے مطابق اپنی تاریخوں کا تعین کرتے تھے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی مختلف کیلنڈر تھے مزید یہ کہ مکہ والوں کے ہاں نسی کا بھی معاملہ تھا کہ وہ حرمت والے مہینوں کے دنوں کو کم یا زیادہ یا آگے یا پیچھے کر دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ایک راوی کسی واقعہ کا کوئی سال یا مہینہ بتلا رہا ہوتا ہے اور وہ کسی ایک تقویم کے حوالے سے بات کرتا ہے جبکہ دوسرا راوی اسی واقعے کو کسی دوسرے کیلنڈر کے حوالے سے بیان کر رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ نے ہجرت کی تو رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے ایک نئے کیلنڈر کا آغاز ہوا۔ انہی مختلف کیلنڈروں کے اختلاف کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے۔ لہذا سیرت النبی کی ایک اہم جہت یہ ہے کہ ان تقویمی اختلافات پر بھی علیحدہ سے کام کیا جائے کہ کون کون سی تقویم اس دور میں رائج تھی۔ اس طرح سیرت النبی ﷺ میں موجود تمام واقعات کی تواریخ کا شمسی اور قمری دونوں لحاظ سے درست تعین کیا جا سکتا ہے۔

33- نقشہ جات سیرت:[77]

سیرت النبی کی ایک جہت یہ ہے کہ وہ مقامات جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کا تعلق رہا ہے یا جہاں آپ ﷺ کے ساتھ کوئی اہم واقعہ پیش آیا ہے مثلاً غزوات وغیرہ تو وہاں کے کچھ نقشے ترتیب دیے گئے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ نے بعض غزوات کے مقامات کے نقشے خود ڈیزائن کیے اور جو باقی ہیں انہیں بھی ترتیب دینا چاہیے۔

34- سیرت پر جامع کتاب کی ضرورت:[78]

سیرت النبی ﷺ پر مختلف زبانوں میں کئی کتابیں بھی لکھی گئیں اور مقالات بھی پیش ہوئے۔ شاید ہی کوئی دنیا کی بڑی زبان ہو جس میں سیرت مطہرہ پر کام نہ ہوا ہو۔ ان میں بہت سی کتابیں ایسی بھی ہیں جن کو لکھتے ہوئے مصنفین کے پاس بنیادی مصادر بھی موجود نہیں تھے۔ لیکن آج جہاں وہ ساری کتابیں موجود ہیں وہیں وہ سارے مصادر بھی چھپ کر عام ہو چکے ہیں حتی کہ سیرت کے عنوان پر مخطوطات بھی دستیاب ہیں۔ سیرت کی یہ بے شمار کتابیں دنیا کی ہر بڑی زبان میں موجود ہیں اور ان میں سے ہر کتاب اپنی جگہ ایک اعلی مقام رکھتی ہے۔ ہر کتاب کے اندر ایسی خوبیاں موجود ہیں جن کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز اور نمایاں نظر آتی ہے لیکن بقول ڈاکٹر حمید اللہ صاحب پوری امت مسلمہ کی طرف سے سیرت کو دنیائے مغرب کے سامنے پیش کرنے والی کوئی ایک بھی جامع کتاب موجود نہیں ہے انفرادی کاوشیں ضرور ہیں لیکن پوری دنیائے اسلام کی کوئی

---

76 ۔ ایضا

77 ۔ ایضا

78 ۔ ایضا

ایک نمائندہ کتاب موجود نہیں ہے۔ سیرت النبی ﷺ کی ایک اہم جہت یہ ہے کہ سیرت پر ایک ایسی جامع کتاب تیار کی جائے جو پوری امت مسلمہ کی طرف سے سیرت کو دنیائے مغرب کے سامنے پیش کرتی ہو۔

35-ماخذ و مصادر اور راویان سیرت کی درجہ بندی:(79)

سیرت النبی ﷺ کی ایک اور اہم جہت یہ ہے کہ سیرت کے مصادر اور ماخذ اور راویان کے بارے میں اہل علم کے ہاں وقتاً فوقتاً تحقیق ہوتی رہتی ہے۔ مستشرقین نے بھی راویان کی انہی کمزوریوں کو ہدف بنایا ہے اور انہیں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض گوشوں پر اعتراضات کا موقع ملا ہے۔ عمومی طور پر مسلمانوں کا مزاج یہ ہے کہ اگر کوئی قابل اعتراض بات سامنے آئے تو اس کے راوی کو ہم فورارد کرتے ہوئے ناقابل قبول گردانتے ہیں جبکہ اگر کوئی اچھی بات ہو تو راوی کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے قبول کر لیا جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سیرت طیبہ کے راویان کے درجوں کو متعین کیا جائے بالکل ویسے ہی جیسے محدثین نے احادیث کے راویوں کے درجات کو متعین کیا ہے اور انہیں جرح و تعدیل کے اصولوں پر پرکھا ہے۔ اسی طرح کتب احادیث میں موجود ان راویوں سے منسوب جو بنیادی کتابیں ہیں جنہیں مصادر اور ماخذ کی حیثیت حاصل ہے ان کی درجہ بندی بھی کی جا سکتی ہے۔

36-سیرت کی کمپیوٹرائزیشن:(80)

موجودہ دور کمپیوٹر کا دور ہے اور اس میں دن بدن ترقی ہوتی چلی جا رہی ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے تمام علوم وفنون لوگوں کے ایک ٹچ کی دوری پر ہوتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سیرت اور علوم سیرت کو کمپیوٹرائز کیا جائے۔ یعنی سیرت سے متعلقہ جتنی بھی کتابیں ہیں ان سب کو جمع کر کے کمپیوٹرائز کر دیا جائے تاکہ ذخیرہ سیرت میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے اور پھر سیرت طیبہ سے متعلقہ راویان اور مصادر و مراجع کو بھی کی درجہ بندی بھی کمپیوٹرائز کی جائے۔ تاکہ کوئی بھی کسی بھی سیرت کے حصے اور گوشے سے کوئی مسئلہ اخذ کرنا چاہے یا کوئی تحقیق کرنی چاہے یا کسی مصدر و ماخذ تک پہنچنا چاہے یا کسی راوی کے مقام و مرتبہ کو دیکھنا چاہے تو اس کے لیے انتہائی آسانی ہو اور اس طرح امت مسلمہ کی طرف سے ایک بالاتفاق سیرت پیڈیا بھی سامنے آئے گا جو بلاشبہ پورے عالم کے لیے انتہائی مفید ہو گا۔

خلاصہ بحث

سیرتِ نبوی ﷺ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے ایک مکمل رہنما اصول فراہم کرتی ہے۔ قرآن و سنت اسلامی احکام کے بنیادی مآخذ ہیں، اور سیرتِ طیبہ ان دونوں کی عملی تصویر ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ سیرت نگاری اسلامی علوم کا نہایت معتبر شعبہ ہے، جس میں ولادت سے لے کر رحلت تک نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے تمام پہلوؤں کو منظم انداز میں محفوظ کیا گیا ہے۔ اس مطالعے میں سیرتِ نبوی ﷺ کی ضرورت، اہمیت اور مختلف جہات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ سیرت کا فہم نہ صرف انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اصلاح کے لیے ضروری ہے بلکہ جدید دور کے چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا، عصرِ حاضر میں سیرتِ نبوی ﷺ پر مزید تحقیقی کام کی اشد ضرورت ہے تاکہ اس کی تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کیا جا سکے۔

مصادر و مراجع

1. ابو بکر جابر الجزائری، سیرت حبیب، النور پبلیکیشنز لاہور، (۲۰۲۴م)
2. ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل، احمد بن علی، فتح الباری، طبع سلفیہ، قاھرۃ، (س۔ن)
3. ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی، دار الفکر، بیروت، لبنان (۱۹۵۲م)

79 ۔ محاضرات سیرت: ۷۰۵ تا ۷۵۰

80 ۔ ایضا

4. ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، (۱۹۸۸م)
5. البانی، محمد ناصر الدین، ابو عبد الرحمن، سلسلہ احادیث صحیحہ، مکتبۃ المعارف، ریاض، (س۔ن)
6. بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، الجامع الصحیح، دار السلام للنشر والتوزیع، (الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۲۱ھ)
7. بلیلادی، عبد الحفیظ، مصباح اللغات، مقبول اکیڈمی، لاہور، (س۔ن)
8. پروفیسر غلام رسول چیمہ، سیرت سید البشر، علم و عرفان پبلشرز لاہور، (۲۰۰۴م)
9. الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، دار احیاء التراثی العربی، بیروت، لبنان، (الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۹۸م)
10. حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر، پیغمبر اسلام، مترجم پروفیسر خالد پرویز، بیکن بکس لاہور، (س۔ن)
11. الزبیدی، سید محمد مرتضیٰ، تاج العروس، وزارۃ الدعوۃ والارشاد کویت، (۱۹۶۵م)
12. سید قائم رضا، نسیم امروہی و مرتضیٰ حسین لکھنوی، جدید نسیم اللغات اردو، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، (۱۹۹۶م)
13. شاہ عبد العزیز محدث دھلوی، عجالہ نافعہ، مترجم ڈاکٹر عبد الحلیم چشتی، نور محمد کارخانہ، (۱۹۶۴م)
14. عبد الرؤوف ظفر، ڈاکٹر، اسوہ کامل، نشریات، اردو بازار لاہور، (س۔ن)
15. الفاسی، محمد بن محمد، جمع الفوائد، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد، (س۔ن)
16. فیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دار المعرفہ بیروت، (س۔ن)
17. فیروز الدین، مولانا، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ کراچی، (۱۹۸۹م)
18. کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرۃ المصطفی، مکتبہ عثمانیہ، بیت الحمد جامعہ اشرفیہ لاہور، (۱۹۸۵م)
19. محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران و تاجران، لاہور، (۲۰۰۶م)
20. مسلم بن حجاج القشیری، ابو الحسین، الجامع الصحیح، دار احیاء الکتب العربیۃ، القاہرۃ، مصر، (۱۳۸۴ھ)